یقیناً نماز' روزہ' انفاق' دین ہے
حج اور عمرے کرنا بھی دین ہے
لیکن ---
ان عبادات سے
اللہ کا قرب حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ
معاملات بھی درست ہونا چاہییں!
اپنا جائزہ خود لیجیے

کیا آپ وعدہ پورا کرتے ہیں؟
جو ذمہ داری وقت کے تعین کے ساتھ قبول کرتے ہیں' ادا کرتے ہیں؟

لین دین میں آپ کیسے ہیں؟
قرض لے کر' یاد دلانا' قرض خواہ کی ذمہ داری تو نہیں بنا دیتے؟
آرڈر دے کر رسائل و کتب منگوا کر ادائیگی کے لیے تقاضے تو نہیں کرواتے؟

گھر میں آپ کے رویے کیسے ہیں؟
حسن خلق کے نمونے یا درشت و تلخ!

یہ سب امور دین کا حصہ ہیں
اور جنت کی منزل تک پہنچنے کا'
یا منزل کھوٹی کرنے کا ذریعہ!

(خیر خواہ)

مسلم ممالک میں خاندانی منصوبہ بندی

ہمدردی یا سازش؟

ڈاکٹر تسنیم ابراہیم

ترجمہ: محمد ظہیرالدین بھٹی

مسلم ممالک میں مسلمانوں کی آبادی کو کم کرنے کے لیے عالمی سطح پر جو سامراجی کوششیں ہو رہی ہیں، انھیں نظرانداز کرنا کوئی عقل مندی کی بات نہ ہو گی۔ مسلمانوں کی آبادی کو کم کرنے کے لیے مختلف مختصر المیعاد اور طویل المیعاد منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔ اس مقصد کے لیے سرکاری خزانے، عالمی تنظیموں، مخصوص اداروں اور مختلف سرمایہ داروں کی طرف سے بڑی بڑی رقوم مختص کی گئی ہیں۔

دسمبر ۱۹۷۴ء میں بخارسٹ کانفرنس منعقد ہوئی جس کے بعد امریکی حکومت نے مسلمانوں کی تعداد کو کم کرنے کی ضرورت کا شدت سے احساس کیا۔ اس کانفرنس سے امریکہ کے اہم اداروں (جیسے سی آئی اے، وزارت دفاع اور بین الاقوامی ترقی کی امریکی ایجنسی) کی طرف سے امریکہ سے باہر بڑھتی ہوئی آبادی کو امریکہ کے لیے ایک خطرے کے طور پر پیش کیا گیا اور اس کے انسداد کے لیے مفصل رپورٹیں پیش کی گئیں۔ چنانچہ امریکی صدور نکسن، فورڈ، کارٹر، ریگن، بش اور کلنٹن سب ہی نے عالمی آبادی کو کنٹرول کرنے کے منصوبوں میں پوری دلچسپی لی۔

۱۹۹۰ء تک نیشنل سیکورٹی کونسل کی طرف سے ان رپورٹوں پر مبنی کسی قسم کی کوئی یادداشت منظرعام پر نہیں آئی۔ اس انتہائی خفیہ عمل کی وجہ سے امریکی قوم اور نہ اقوام عالم ہی اس بارے میں کچھ معلومات حاصل کر سکیں۔ ادھر امریکہ کے مسیحی مذہبی پیشوا "خاندان" کے ادارے کی حفاظت کی خاطر سرگرم عمل ہو رہے ہیں لیکن دوسری جانب دنیا بھر کے مسلمان زبردست پروپیگنڈے کی زد میں ہیں۔ آئے دن منعقد ہونے والی کانفرنسوں میں مسلمانوں کو اشتعال دلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ۱۹۹۴ء میں قاہرہ کانفرنس ہوئی جس کا موضوع انسانی آبادی کو کم کرنا تھا۔ پھر ۱۹۹۵ء میں بیجنگ کانفرنس منعقد ہوئی جس کا موضوع "عورت" تھا

اور ۱۹۹۶ میں استنبول کانفرنس برائے "آباد کاری و ترقی" منعقد کی گئی۔

اپریل ۱۹۷۴ میں ہنری کسنجر نے اس تحریک کی قیادت کی کہ مسلم و عرب ممالک کی بڑھتی ہوئی آبادی کا مطالعہ کیا جائے' چنانچہ یہ یادداشت نیشنل سیکورٹی اسٹڈیز میمورنڈم (NSSM) کہلائی۔ یہ وہ بنیادی دستاویز ہے جسے امریکی انتظامیہ بین الاقوامی آبادی کو کم کرنے کی پالیسیوں پر عمل درآمد کے لیے اہمیت دیتی ہے۔ اس دستاویز کو اس لیے خفیہ رکھا گیا کہ اگر ترقی پذیر ممالک (خصوصاً مسلم و عرب ممالک) کو قائل کیے بغیر ان پر تحدید آبادی کی پالیسی مسلط کی گئی تو زبردست مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا اس دستاویز کو خفیہ رکھنا ہی امریکی مفاد میں تھا۔ چنانچہ اس خفیہ پالیسی نے ستر کے عشرے سے لے کر اب تک اس پالیسی کے نافذ کرنے والوں کو متوقع ردعمل سے بچائے رکھا ہے۔ نہ عوام نے سرکشی و نفرت کی' نہ عالمی سطح پر ہی کسی قسم کا بائیکاٹ ہوا۔

اس دستاویز کی رو سے "ترقی پذیر ممالک کی روز افزوں آبادی' امریکہ کے فوجی' اقتصادی اور سیاسی مفادات کے لیے زبردست خطرہ ہے"۔ فروری ۱۹۸۴ میں سی آئی اے نے ایک رپورٹ پیش کی جس کا موضوع تھا: شرق اوسط اور جنوبی ایشیا میں آبادی کے مسائل اور سیاسی استحکام۔ اس رپورٹ کا لب لباب یہ تھا کہ شرق اوسط اور جنوبی ایشیا دونوں علاقوں کے کل باشندوں کی تعداد کا ایک چوتھائی' پندرہ سے چوبیس سال کی عمر کے نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ یہ نوجوان آبادی کو کم کرنے کی پالیسی کے خلاف اسلام کی راسخ العقیدہ قوت کی نمایندگی کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اسلام ہی مسلم نوجوانوں کی امنگوں اور امیدوں کا مرکز ہے۔

پھر پینٹاگن نے اس رپورٹ کی تائید میں ایک مطالعہ پیش کیا کہ وفاقی منصوبہ سازوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ آبادی کے منصوبے پر اسی مہارت و اہمیت کے ساتھ غور و فکر کریں اور اسے اپنی تحقیق کا موضوع بنائیں' جس طرح وہ سیکورٹی کے مقاصد کے لیے مسلح ہوتے اور اسلحہ سازی میں پرجوش انداز سے اپنی توجہات مرکوز کرتے ہیں۔

اس خفیہ دستاویز میں روز اول ہی سے بھارت' برازیل' نائیجریا' انڈونیشیا' فلپائن' بنگلہ دیش' پاکستان' ترکی اور ایتھوپیا کی زرخیزی اور بڑھتی ہوئی انسانی آبادی سے خبردار کیا گیا تھا۔

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ ۱۹۹۰ سے اکثر مسلم ممالک (جن کا مذکورہ بالا رپورٹ میں نام لیا گیا ہے) اقوام متحدہ کی طرف سے جاری کردہ لائحہ ہائے عمل' اصل میں' اعلیٰ امریکی پالیسی ہی کا ایک حصہ تھے۔ اس دستاویز میں چار خطرات سے متنبہ کیا گیا ہے:

۱۔ زیادہ آبادی کے حامل ممالک کا عالمی سیاست پر چھا جانا۔

۲- ترقی پذیر ممالک کے ذرائع و وسائل کی جنگی حکمت عملی کے لحاظ سے اہمیت۔

۳- نئی نسل کے نوجوانوں کا سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا۔

۴- ان ممالک میں حکومتی پالیسیوں کے سبب امریکی مفادات کو سول نافرمانی یا محنت کشوں کے مظاہروں کی وجہ سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہونا۔

دنیا کی بڑھتی ہوئی انسانی آبادی: دنیا کی بڑھتی ہوئی انسانی آبادی اور اس سے منسلک دیگر عوامل کو امریکہ کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھا جاتا رہا ہے۔ امریکہ ان ممالک کے معدنی اور زرعی وسائل کے استحصال میں ان ملکوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کو اپنے لیے ایک زبردست خطرہ سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحقیق کرنے والوں نے انھی خطرات کے پیش نظر مسلم ممالک میں آبادی کی حد بندی کرنے کی اہمیت پر زور دیا ہے۔

ملازمت کی خاطر ترک وطن کرنے والے مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی جاتے ہیں، اپنے ساتھ اسلام کا پیغام بھی اس ملک کے باشندوں کے لیے لے جاتے ہیں، جس سے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ بین الاقوامی سیاست پر مسلمانوں کی یہ بڑھتی ہوئی آبادی اثرانداز ہوتی ہے۔ امریکہ کی عسکری اور جنگی حکمت عملی کی پالیسیوں میں اس بات کو سرفہرست جگہ دی جاتی ہے کہ دنیا کے کن علاقوں میں انسانی آبادی زیادہ اکٹھی ہو رہی ہے۔

امریکہ دلکش نعروں کے پردے میں اپنے مفادات کی جنگ لڑتا ہے جیسے "انسان کی شخصی آزادی" یا "غریب ممالک کے لیے مستقل ترقی کا بہترین طریقہ--- آبادی میں کمی"۔ امریکہ اقوام متحدہ کے ذریعے مسلم اور عرب ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرتا ہے۔ پہلے اقوام متحدہ کی آبادی سے متعلق تنظیم کسی بھی ملک کو فنڈ فراہم کرتی ہے، تاکہ وہاں کی آبادی کم کرنے کے منصوبے پر عمل درآمد کیا جائے۔ پھر اس منصوبے کی تکمیل کے لیے امریکہ "امداد" دیتا ہے۔ حکومتیں یہ امداد حاصل کرنے کی خاطر ان کی من مانی شرائط تسلیم کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتیں۔ اگر امریکہ کسی ملک میں اپنی اس لوٹ کھسوٹ کے لائحہ عمل میں ناکام ہونے لگتا ہے تو وہ سرمایہ کاری کرنے کے منصوبے کی آڑ میں اپنے مفادات کا کھیل کھیلتا ہے۔ اس موقع پر وہ خود آگے بڑھتا ہے یا دیگر عالمی سرمایہ کاری کرنے والے اداروں--- جیسے ورلڈ بنک، آئی ایم ایف یا راک فیلر وغیرہ جیسے خاص سرمایہ کار اداروں کے ذریعے اس ملک میں سرمایہ کاری کا دلکش جال پھیلاتا ہے۔

جب امریکہ اور اس کی قیادت میں صنعتی ممالک ان ملکوں کی معاشی حالت کا حلیہ بگاڑنے کے بعد ایک ہی حل پیش کرتے ہیں کہ "یہ ممالک اپنی گرتی ہوئی معیشت کو سنبھالا دینے کے لیے اپنی آبادی یکسر کم کر

دیں، تاکہ ان کے ذرائع و وسائل پر بوجھ کم ہو سکے"۔

آبادی کم کرنے کے بارے میں پروپیگنڈہ: اس دستاویز میں کثیر قومیتی اداروں کو اس منصوبے پر لگا دینے، نیز ان کے ساتھ قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر تعاون کرنے پر زور دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ آبادی کے بارے میں تعلیمی پروگراموں میں سرکاری اہل کاروں کو شریک کرنے کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ پھر یہ پالیسی بیان کی گئی ہے کہ ان لوگوں کو خاندانی منصوبہ بندی کی پالیسی اور اس کے پروگراموں کے فائدہ مند ہونے کا قائل کیا جائے تاکہ کسی قابل ذکر مخالفت کے بغیر اس پالیسی کو پوری طرح سے نافذ کیا جا سکے۔ سرکاری افسروں کو یہ بات ذہن نشین کرائی جائے کہ کثرت آبادی کا دھماکہ کتنا ہولناک ہے اور مسلم خواتین کو انسانی آبادی میں اضافے کے خلاف نبرد آزما ہونے کے فوائد ذہن نشین کرائے جائیں۔

۱۹۷۴ء میں کچھ ممالک کی طرف سے اس پالیسی کی شدید مخالفت ہوئی، تاہم اقوام متحدہ کے آبادی کے محکمہ نے اپنی وقتاً فوقتاً شائع ہونے والی رپورٹوں میں اس بات پر فخر کیا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے موقف میں تبدیلی کر لی ہے۔

امریکی پالیسی سازوں نے اپنی منظم تدریجی پروپیگنڈہ مہم کے ذریعے ان ملکوں کی حکومتوں کو اپنے شکنجے میں کس لیا ہے۔ اس سلسلے میں متعدد کانفرنسیں، آموز گاہیں (work shop) ہوتی ہیں۔ معلوماتی لٹریچر وسیع پیمانے پر پھیلایا جاتا ہے۔ یہ حکومتیں اس کی سرپرستی کرتی ہیں۔

ایک امریکی مصنف کا واویلا: اس دستاویز نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے حوالے سے کئی قسم کے اندیشے اور خطرے ظاہر کیے تھے، مثلاً یہ کہ "مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی سے دنیا میں طاقت کا توازن بگڑ جائے گا۔ عالمی سیاسی نظام پر مسلمانوں کا تسلط ہو جائے گا۔ بنیادی اقتصادی ڈھانچے، قوت اور وسائل روزگار پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ فوجی قوت میں اضافہ مسلمانوں کے حق میں جائے گا" وغیرہ وغیرہ۔ اس خوف بھری چیخ کا مغرب کے سیاسی تجزیہ نگاروں اور صحافیوں پر گہرا اثر پڑا۔ چنانچہ امریکی استعماری نظام کے ایک پرجوش حامی سیاسی تبصرہ نگار بنو انٹبرگ نے ۱۹۹۱ میں **پہلی عالمی ریاست--- اسلامی ریاست** کے نام سے کتاب لکھی۔ اس کتاب میں اس نے مغرب کو اسلامی پیش رفت سے خبردار کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"۱۹۵۰ میں مسلمانوں کی تعداد ۴۷ کروڑ تھی اور اب وہ ۹۸ کروڑ ہے۔ یہ مسلمان ۲۰۲۰ میں دو ارب ہو جائیں گے۔ دنیا میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب ۱۵ فی صد سے بڑھ کر ۱۹ فی صد ہو چکا ہے، جب کہ ۲۰۳۰ میں ان کا تناسب ۲۵ فی صد ہو جائے گا۔ پوری دنیا میں مسلمان خواتین کی شرح دنیا بھر کی عورتوں سے بڑھ کر ہے"۔

جنوری ۱۹۹۳ میں واشنگٹن پوسٹ نے سیاسی تبصرہ نگار چارلر کوتھامر کا ایک مضمون شائع کیا۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد روسی امپریلزم سے بھی بڑھ کر خطرہ ہے لہٰذا اس کا خاتمہ ضروری ہے۔ اس لیے اس معرکے میں حصہ لینے والے ہر شخص یا حکومت کی مالی امداد کی جائے، اسلامی اصطلاحات و مفاہیم کو امریکی مفادات کے رنگ میں ڈھال کر پیش کرنے کے لیے کانفرنسیں منعقد کی جائیں اور اس طرح مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر ان میں آبادی کم کرنے کے لیے کام کیا جائے، حتیٰ کہ ان کی شرح آبادی میں اضافہ صفر کی سطح پر پہنچ جائے۔ اس مقصد کے لیے دنیائے اسلام کو ان کانفرنسوں میں پیش کیے جانے والے افکار و خیالات کا ہم نوا بنایا جائے۔

متعدد مخصوص تنظیموں اور اداروں کے اشتراک عمل سے امریکی منصوبے پر عمل کیا گیا۔ ان میں ایک تنظیم کا نام ہے: "ایسوسی ایشن فار والنٹیر سرجیکل کنٹراسپشن" (AVSC) [تنظیم برائے رضاکارانہ طبی نس بندی و منع حمل] ۱۹۷۲ میں اس تنظیم کا آغاز ہوا۔ اس وقت سے لے کر اب تک اس کے لیے ۲۰۰ ملین ڈالر مختص کیے جا چکے ہیں۔ اس تنظیم نے حال ہی میں ۸۰ ملین ڈالر امریکی امداد کا مطالبہ کیا ہے۔ اس نے اپنے کام کا آغاز کرتے ہوئے، نس بندی میں پیش رفت کی۔ یہ کام ڈاکٹروں، کالجوں اور اسکولوں میں وسیع پروپیگنڈے کے ذریعے ذہنی تطہیر کے بعد کیا گیا۔ فروری ۱۹۹۰ میں انڈونیشیا میں آبادی کی روک تھام کے بارے میں ہونے والی کانفرنس کے بعد اس تنظیم نے بالفاظ دیگر مسلمانوں پر بھرپور حملہ کر دیا۔ اس حملے کا ہدف "ترقی" اور "آبادی کم" کرنے کا نعرہ ہے۔ ان کے بقول اس کا مقصد "مسئلہ تحدید آبادی کے بارے میں اسلام کے موقف کے متعلق مسلمانوں کے خدشات کو ختم کرنا ہے۔ نیز مسلمان حکمرانوں کو اس بات کا قائل کرنا ہے کہ وہ ترقی کے منصوبوں میں، آبادی کنٹرول کرنے کی پالیسی کو بھی شامل کریں۔

انڈونیشیا میں منعقد ہونے والی اس کانفرنس کے حاضرین نے آبادی کم کرنے کی پالیسی کی زبردست مخالفت کی۔ چنانچہ کانفرنس کے دو ماہ بعد طبی ایسوسی ایشن نے ایک میمورنڈم بعنوان آبادی کے بارے میں پالیسی اور اسلام شائع کیا۔ اس یادداشت میں مسلم حکام کو اس امر کی دعوت دی گئی ہے کہ وہ مسلم علما اور دینی قائدین کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ، آبادی کے مسئلے، خاندانی منصوبہ بندی اور منع حمل کے بارے میں اپنی آرا ظاہر کریں۔ اس کے بعد مسلم حکام بڑھتی ہوئی آبادی کی روک تھام کے لیے ایسی رائے اختیار کریں جو اس پالیسی کے مطابق ہو۔ جب یہ مقاصد و اہداف حاصل ہو جائیں گے تو یہ کہہ دیا جائے گا کہ یہ علمائے اسلام کے افکار سے ماخوذ ہیں۔

بین الاقوامی اسلامی مرکز برائے مطالعات و تحقیقات آبادی: اقوام متحدہ کے تمام متعلقہ ادارے اس بات پر متفق ہیں کہ دینی اداروں کے ذریعے تحدید نسل کی پالیسی کو رائج کیا جائے تاکہ مختلف

سمتوں سے اٹھنے والی مخالف تحریکوں کا سدباب ہو سکے۔ چنانچہ اقوام متحدہ کے فنڈ برائے آبادی نے ایک اسلامی مرکز کے قیام اور اس کے لیے کئی پروگراموں کی منصوبہ بندی کی۔ چنانچہ جب امومت (مادریت، motherhood) کے بارے میں اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی تو اس میں ماؤں کو بتایا گیا کہ وہ حمل کے دو وقفوں کی درمیانی مدت کو کیسے بڑھائیں تاکہ ان کی صحت اچھی رہے۔ اس کانفرنس نے منع حمل کو جائز قرار دیا۔ آیندہ برس کانفرنس "برائے آبادی و خاندانی منصوبہ بندی" ہوئی تاکہ اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ تحدید نسل اور منع حمل کے بارے میں مخصوص فکری رجحانات پر اسلام کے اثرات کہاں تک ہیں؟

اس کے بعد رباط کانفرنس ہوئی جس میں عالم اسلام کی نمایندگی منتخب گروہوں نے کی۔ اس کانفرنس میں اقوام متحدہ کے "تحدید آبادی فنڈ" کی طرف سے ایک ٹیلی گرام پڑھ کر سنایا گیا۔ جس میں حاضرین کو ترغیب دی گئی کہ وہ اس ضرورت کا احساس کریں کہ ازہر یونی ورسٹی میں ایک "مطالعہ و تحقیق آبادی سنٹر" قائم ہو، جس کا مقصد طلبہ کی علمی تربیت ہو، تاکہ وہ تحدید نسل کے لیے مخصوص مواد شائع اور تقسیم کرنے کا کام کر سکیں۔ مزید یہ کہ ازہر یونی ورسٹی میں انھی موضوعات پر کانفرنسیں اور مذاکرے ہوں۔ ازہر یونی ورسٹی کی طرف سے دیگر مسلم ممالک کو اس موضوع پر ہدایات دی جائیں۔ ٹیلی گرام میں یہ توقع ظاہر کی گئی تھی کہ علما جلد ہی اس قسم کا مرکز قائم کرنے میں بنیادی کردار ادا کریں گے۔

چنانچہ یہ مرکز اسی عشرے میں قائم ہوا، اور اس کے قیام سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی گویا کہ یہ "فکر اسلامی" کی طرف رجوع کرنے کا عمل ہے حالانکہ یہ سب کچھ مخصوص استعماری منصوبے کا ایک حصہ ہے۔

جب اس مرکز نے اعلان کیا کہ مصری عورتوں کی تولیدی صلاحیت کو منظم پروپیگنڈہ اور بصری ذرائع ابلاغ سے کنٹرول کرنے کی سخت ضرورت ہے، تب ۱۹۸۸ میں امریکہ نے اس سنٹر کی سرگرمیوں کے لیے فراخ دلانہ مدد دی۔

پنج سالہ منصوبہ: چنانچہ "الازہر" کے نام سے مذکورہ مرکز نے کام شروع کر دیا۔ اس نے اپنا پانچ سالہ منصوبہ بنایا۔ ۱۹۹۰ میں اس منصوبے کا ہدف صومالیہ کے مسلم راہنما تھے۔ اس مرکز نے ایک کانفرنس بلائی۔ موضوع سخن تھا: "بچوں کی پیدائش کے درمیان وقفہ اور اسلام"۔ ادھر "امریکی ایڈ پروگرام" کی طرف سے اعلان ہوا کہ اس کانفرنس کا ہدف اسلام کے بارے میں تبادلہ خیالات و آرا ہے۔ صومالیہ کو یہ کہہ کر ہم نوا بنا لیا گیا کہ اس طرح وہاں آبادی کے مسئلے کا حل نکل آئے گا۔ اس مرکز نے ۹۲-۱۹۹۱ میں الازہر یونی ورسٹی کے نام سے اپنے جن اعلانات کا متن بھیجا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ:

"عالم اسلام کی بڑھتی ہوئی آبادی کی روک تھام کے لیے اس امر کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی

ہے کہ الازہر کے نصاب میں خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں تعلیمی پروگرام شامل کیے جائیں، تاکہ وہاں کے طلبہ، مستقبل کے مسلم قائدین--- میں یہ شعور و احساس پیدا کیا جائے کہ ان کے ممالک کو کثرت آبادی کے کسی زبردست اژدہے کا سامنا ہے۔ مرکز ایک ایسے پروگرام پر عمل کرنے والا ہے جس کی رو سے خاندانی منصوبہ بندی کی تعلیمات کے پیش نظر تمام درسی نصابوں کی چھان پھٹک کی جائے گی اور اس کے بعد آیندہ مرحلے میں ایک علمی مواد تیار کیا جائے، جسے ازہر یونی ورسٹی کے تمام شعبوں اور اس کے ماتحت کالجوں کے نصاب میں سمو دیا جائے گا۔ اس طرح یہاں کے فارغ التحصیل طلبہ، مناسب علمی مراحل سے گزرنے کے بعد کثرت آبادی کے خطرات سے آگاہ ہو جائیں گے۔ وہ اپنے خاندانوں کو کثرت آبادی کے نقصانات سے باخبر کر سکیں گے اور لوگوں کو اس بات کی ترغیب دیں گے کہ وہ اپنے بچوں کے رزق کی خاطر بچے کم پیدا کریں"۔

اس مرکز نے اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لیے چار لاکھ ڈالر طلب کیے ہیں۔ یہ مرکز اب اپنے آپ کو تمام کانفرنسوں میں مسلمانوں کا نمایندہ سمجھتا ہے اور پورے عالم اسلام کی نمایندگی کرنے کا دعویٰ رکھتا ہے۔

۱۹۹۲ میں اعلان کیا گیا کہ بنگلہ دیش میں ۱۶۵ ہزار عورتوں کو بانجھ بنا دیا گیا ہے۔ اس پر وہاں شدید مظاہرے ہوئے جن میں بہت سے مظاہرین زخمی ہوئے۔ اسی طرح دس لاکھ انڈونیشی عورتوں کو این بی بی (نور بلانٹ بلاصق) مہیا کیے گئے، جن کے استعمال کے بعد پانچ سال کی مدت تک حمل قرار نہیں پاتا مگر عورت کی صحت کو سخت خطرات لاحق ہو جاتے ہیں۔

نائیجیریا میں ایک مشہور مصنف کو اس وقت سخت رسوائی کا سامنا کرنا پڑا، جب اقوام متحدہ کے "محکمہ تحدید آبادی" نے اسے اپنے مقاصد کے لیے بھرتی کر لیا۔ اس شخص نے کئی کتابچے لکھے اور ان کتابچوں میں "منع حمل" کی ضرورت اسلام کی روشنی میں بیان کی گئی تھی۔ اس گمراہ کن لٹریچر کا جواب نائیجیریا ہی کے ممتاز راہنما الحاج عثمان فاروق نے دیا۔ موصوف الحاج کی تحریر کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

"خاوند، بیوی، ذرائع رزق اور اولاد کے مابین صحیح توازن اللہ تعالیٰ ہی قائم کرتا ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کے حامی اس حقیقت کو فراموش کر جاتے ہیں کہ ذرائع پیداوار اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی و برگزیدہ لوگوں کے لیے مسخر کر دیے ہیں خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ تحدید نسل اس بہیمانہ سطحی زندگی تک پہنچا دیتی ہے جس میں اب اہل مغرب مبتلا ہیں۔ اس سے اخلاقی انحطاط آتا ہے۔ نائیجیریا میں نس بندی کے پروگراموں پر جس طرح عمل ہو رہا ہے، ایسا پہلے مصر میں ہو چکا ہے۔ کس ملک کے مرد و زن کو اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم کرنا ہے، اس کا حتمی فیصلہ مغرب کرتا

ہے۔ اس نے اسرائیل کو اس نوعیت کی امداد دی جس سے وہاں عورتوں کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہو، اور اس کی آبادی بڑھے تاکہ وہ عربوں پر عددی برتری حاصل کر لے۔ نائیجیریا کو جلد ہی ان حالات کا سامنا کرنا پڑے گا جن سے عالم عرب گذشتہ پینتیس برسوں سے دوچار ہے۔ یاد رہنا چاہیے کہ بچے اللہ تعالیٰ کا بے بہا عطیہ ہیں۔ بچے غلبہ، قوت اور فعال کارکردگی کا منبع ہیں۔ آنحضرتؐ نے اسی لیے نسل بڑھانے کی ترغیب دی ہے"۔

میڈیکل ایسوسی ایشن (AVSC) اور امریکی ایڈ پروگرام کے مابین ایک سمجھوتے کے بعد زائر، سینیگال، زمبابوے، تنزانیہ، گھانا، مالی، فلپائن، مصر، سوڈان، یمن اور ترکی میں منع حمل اور بانجھ کرنے کی مخالفت کرنے والوں کا سامنا کرنے کے لیے متعدد عملی منصوبے بنائے گئے ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ انٹرنیٹ پر مسلمان علما کے ایسے بیانات بار بار پیش کیے جاتے ہیں جن سے اقوام متحدہ کی خاندانی منصوبہ بندی کی پالیسی کی تائید ہوتی ہے۔ ان کا عنوان ہوتا ہے: "منع حمل اور اسلام قدم بہ قدم چلتے ہیں"۔ ۱۹۹۵ میں انقرہ میں ہونے والی کانفرنس کا موضوع "اسلام میں خاندان" تھا۔ مصر کے مفتی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا: "اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی زندگی کو منضبط کرنے کا حکم دیا ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی اس نظم و ضبط اور باقاعدگی کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی محض میاں بیوی کا ایک نجی معاملہ ہے"۔ انٹرنیٹ پر دکھائے جانے والے یہ سارے بیانات مغربی لائحہ عمل کی تائید و حمایت کرتے ہیں۔ یہ بتائے بغیر کہ خاندانی منصوبہ بندی کے لیے شرعی و قانونی وجوہ جواز کیا ہیں؟

قاہرہ کی آبادی کانفرنس کے بعد کا لائحہ عمل: انسانی آبادی کو کم کرنے کی سب سے بڑی عالمی تنظیم انٹرنیشنل پلانڈ پیرنٹ ہوڈ فیڈریشن نے اپنے اہم اہداف و مقاصد یہ بیان کیے ہیں:

۱۔ صاحب اولاد ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ حقوق انسانی میں سے ایک حق ہے۔

۲۔ عوام کو صاحب اولاد ہونے کے بارے میں معلومات سے جلد از جلد آگاہ کرنا چاہیے۔

۳۔ دنیا کی حکومتوں سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ آبادی کو کنٹرول کریں اور خاندانی منصوبہ بندی کی حمایت کریں۔

۴۔ مردوں اور عورتوں کو منع حمل ذرائع و آلات مہیا کرنا۔

۵۔ غریبوں اور عورتوں کو بانجھ پن کی ادویات مفت دینا۔

۶۔ اسکولوں کے لڑکوں اور لڑکیوں کو بچوں کی پیدائش کے بارے میں مکمل معلومات اور لٹریچر کی فراہمی۔

۷۔ عورت کو یہ باور کرانا کہ وہ مرد کے ہم پلہ ہے۔ اس کے بعد اسے منع حمل کے لیے آمادہ کرنا۔

۸- مردوں کو نس بندی کا قائل کرنے کے لیے پروگرام ترتیب دینا۔

۹- دیہات اور شہروں میں اس لائحہ عمل کے فروغ کے لیے پروپیگنڈہ، معلومات اور خدمات کے مراکز کا قیام۔

۱۰- پبلک مقامات پر مشینوں کے ذریعے منع حمل ادویات و آلات کی وافر مقدار میں فراہمی۔

اس منصوبے پر اکثر مسلم ممالک میں کام ہو رہا ہے اور اس کے مطلوبہ نتائج سامنے آ رہے ہیں۔

اقوام متحدہ کا فنڈ برائے آبادی اپنے منصوبوں کے نفاذ کے لیے دیگر متعدد تنظیموں سے مدد لیتا ہے۔ ان میں سے کسی ایک تنظیم کا نام "پاتھ فائنڈر" ہے۔ یہ تحدید نسل کی فعال ترین عالمی تنظیم ہے۔ سی آئی اے اس کی بھرپور مالی مدد کرتی ہے۔ یہ تنظیم انڈونیشیا کے ایک سو بیس مسلمان علما کو اپنا نشانہ بنانے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ اس نے بنگلہ دیش میں تحدید نسل پر بیس کتابیں شائع کی ہیں۔ یہ متعلقہ ملک کے عوام کی ذہنی و جذباتی سطح کو مدنظر رکھ کر اپنا پروپیگنڈہ مرتب کرتی ہے، مثلاً یہ تنظیم دیکھتی ہے کہ فلاں ملک کے عوام کو کون سا ٹیلی وژن پروگرام زیادہ پسند ہے۔ چنانچہ اس پروگرام میں خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں اشتہارات کے ذریعے پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ اس تنظیم نے پانچ زبانوں میں ۳۰۰۰ پروگرام ریڈیو، ٹیلی وژن، فلموں کی نشریات اور اخبارات و رسائل کے اعلانات میں داخل کر دیے ہیں۔ "پاتھ فائنڈر" تنظیم تحدید نسل کے حوالے سے معاشرے کے تمام پہلوؤں کا بھرپور جائزہ لیتی ہے۔ اس کے بعد تحدید نسل کی دیگر تنظیمیں اس تنظیم کی پیروی کرتی ہیں۔

اسلامی ممالک میں حاصل کردہ کامیابیاں: اقوام متحدہ کی تحدید نسل تنظیم نے اعلان کیا ہے کہ عرب اور مسلم ممالک میں بچوں کی تعداد کی شرح میں قابل لحاظ کمی ہوئی ہے۔ اب ایک خاندان میں بچوں کی اوسط تعداد چار ہو گئی ہے۔ الجزائر، تونس، مصر اور ترکی میں یہی صورت حال ہے۔ رپورٹوں کی رو سے اردن اور یمن میں بھی ایک خاندان میں بچوں کی تعداد کم ہو جائے گی جہاں پہلے اوسطاً ایک خاندان میں چھ بچے ہوتے ہیں۔ تنظیم کی اکتوبر ۱۹۹۶ کی رپورٹ کے مطابق--- فلسطین میں بچوں کے تعلیمی نصابوں میں--- منع حمل تعلیمات کے فروغ کے لیے سات سو دو ملین ڈالر مختص کیے گئے ہیں۔ اسی ہزار ڈالر ہنگامی حالات اور خدمات کے لیے رکھے گئے ہیں، جن سے مارچ کے مہینے میں ایسے پچاس کلینک کھولے گئے۔ عراق میں برتھ کنٹرول کے باسٹھ کلینک قائم کیے جا چکے ہیں۔ وہاں جمعیتہ الہلال الاحمر فلسطین بھی کام کر رہی ہے۔ عراق میں خوراک کے بدلے پٹرول کے معاہدے کی رو سے وہاں ڈاکٹر اور نرسیں بھیجی گئی ہیں۔ تنظیم کے رسالے "بوبیولائیے" میں اردن کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہاں پہلے سخت مزاحمت ہوئی مگر اب مزاحمت پر قابو پا لیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے خاندانی منصوبہ بندی کے لٹریچر میں کثرت سے اسلامی اصطلاحات و

تراکیب استعمال کی گئیں۔ رسالے میں یہ توقع ظاہر کی گئی ہے کہ دیگر اسلامی ممالک میں بھی یہی کامیاب چال اختیار کی جائے گی۔

۱۹۹۳ کی عمان کی علاقائی کانفرنس میں اقوام متحدہ کے خاندانی منصوبہ بندی کے ذیلی ادارے نے لبنان میں اپنی سرگرمیوں میں اضافے کا اعلان کیا ہے۔ ماؤں اور بچوں کے دائرے میں نیز اطلاعات اور تعلیم وغیرہ کے شعبوں میں خاندانی منصوبہ بندی کی اس پالیسی کو اپنایا جائے گا۔ اس مقصد کی خاطر تین سو ایک ملین ڈالر کی رقم مختص کر دی گئی ہے۔ یہ پروگرام ۲۰۰۱ تک جاری رہیں گے۔ لبنان میں تین بچے فی گھرانہ سے کم ہو کر دو بچے فی گھرانہ تک بچوں کی شرح پیدائش میں کمی ہوئی ہے۔ توقع ہے کہ شرح پیدائش میں یہ کمی بالاخر صفر تک جا پہنچے گی۔

درج بالا حقائق سے قارئین یہ جان گئے ہوں گے کہ خاندانی منصوبہ بندی مسلمانوں کے خلاف مغرب کی ایک زبردست جنگی سازش ہے۔ اب مسلم حکمرانوں اور دانش وروں کا فرض ہے کہ وہ اس معاملے پر غور و فکر کریں اور اس سازش کے انسداد کے لیے مناسب اقدام کریں۔

خاندانی منصوبہ بندی کو بالعموم غربت و افلاس سے مربوط کیا جاتا ہے حالانکہ ہمارے ممالک میں اصل مسئلہ غربت و افلاس کا نہیں بلکہ عوام کا اصل مسئلہ اسلامی تعلیمات سے بے خبری کا ہے۔ مسلم عوام اپنی جہالت کی بنا پر انسان کی قدر و قیمت اور کائنات میں انسان کے برتر مقام اور فلسفہ خلافت و نیابت سے ناآشنا ہیں۔ غریبوں میں جہالت عام ہے یعنی وہ مادی، عقلی اور روحانی ہر لحاظ سے قلاش ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مغرب کی چکاچوند کر دینے والی دلکش عبارات اور نعروں سے مرعوب و مسحور ہو جاتے ہیں۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ممالک غریب ہیں۔ عوام اپنی کم علمی کی وجہ سے اور حکمران اپنے مفادات کی خاطر مغرب کے استحصال کا شکار ہوتے ہیں۔ اگر مسلم ممالک میں جاگیرداری کو ختم کر دیا جائے اور ذرائع پیداوار کو اسلامی نظام کے مطابق عدل سے تقسیم کیا جائے، ذخیرہ اندوزی اور زراندوزی کے خلاف جنگی پیمانے پر مہم چلا کر اس رجحان کا قلع قمع کر دیا جائے تو مسلمانوں میں خوش حالی عام ہو گی اور اولاد سے جان چھڑانے کا مغربی پروپیگنڈہ بے اثر ہو جائے گا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے جن کی رو سے عورت کی جسمانی اور نفسیاتی صحت کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا، جبکہ اس کے برعکس نس بندی، بانجھ کرنے یا منع حمل کے لیے آلات و ادویات کے استعمال سے عورت کو فوری اور دیرپا ذہنی و جسمانی تکالیف و عوارض کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کے علم بردار یہ بات کیوں بھول جاتے ہیں کہ مادریت (motherhood) سراپا خیر

ہے۔ مبلغین و مجاہدین کی بہرحال مسلمانوں کو ضرورت ہے اور اس کے لیے آبادی کو گھٹانا نہیں بلکہ بڑھانا چاہیے۔ مسلم مائیں اس سلسلے میں اپنے کردار سے غافل نہیں رہ سکتیں۔ خاندانی منصوبہ بندی درحقیقت ماں اور عورت کے خلاف ایک گھناؤنی سازش ہے۔ بیجنگ کانفرنس کے بعد مسلم حکومتوں کا فرض تھا کہ وہ عورتوں کے خلاف اس زیادتی کا فوری نوٹس لیتیں۔ بچوں اور نوجوان کے تشخص کو قائم رکھنا اور اس کے لیے مناسب ماحول فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے کہ بچے امت کی نرسری اور مستقبل کے قائد ہیں۔

محسن انسانیت' رسول کریمؐ نے ہمیں خاندان کے ساتھ زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ سکھایا ہے۔ والدین' دادا دادی' نانا نانی اور بچوں کے مابین محبت' رحمت' شفقت اور حسن سلوک ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ رزق اور برکت تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔ ایسا پاکیزہ ماحول فراہم کرنا جس میں ہماری نئی نسل پروان چڑھ سکے۔ مائیں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کر سکیں' اعلیٰ اخلاق عام ہو سکے۔ گھٹیا اور لچر فلموں' عریاں و فحش رسالوں (مقامی ہوں یا غیر ملکی) پر پابندی عائد ہو۔ بچوں کے لیے گمراہ کن ویڈیو فلموں کو ممنوع قرار دیا گیا ہو۔ ڈش پر پابندی لگائی گئی ہو' یہ سب مسلم حکام کا فرض ہے۔ انھیں چاہیے کہ وہ ماؤں کی قدر کریں ان کی مدد کریں تاکہ وہ اپنے بچوں کی صحت' تندرستی قائم رکھ سکیں۔ ان کی مادی' نفسیاتی' ثقافتی اور تعلیمی تربیت کر سکیں۔ اگر مسلم حکمران ایسا نہیں کریں گے تو ان سے قیامت کے دن بازپرس ہو گی کہ انھوں نے اپنے عوام کے لیے امن و امان اور سازگار حالات فراہم کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے۔

مسلم حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ غربت و افلاس کے خاتمے' اسلامی تعلیمات اور اعلیٰ اقدار کے فروغ اور پاکیزہ عائلی زندگی بسر کرنے کے لیے مناسب کارروائی کریں۔ والدین کے احترام اور مرد و زن کے اپنے اپنے دائرہ کار میں رہ کر کام کرنے کی اہمیت کو اجاگر کریں۔ یوں وہ مغرب کے نظریہ مساوات مرد و زن کا توڑ کریں۔ وہ لوگوں کو بتائیں کہ بڑے خاندان کے کیا فوائد ہیں؟ خاص طور پر دیہی آبادی کے لیے' محنت کش اور کاشت کار خاندانوں کے لیے زیادہ بچوں کے کیا منافع ہیں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو تحدید نسل کے مغربی پروگرام مسلمانوں کی آیندہ نسلوں کو معدوم کر دیں گے۔

امریکی خاندان: امریکہ کی خاندانی منصوبہ بندی کی پالیسی کی مخالفت خود امریکہ کے مسیحی مذہبی پیشواؤں نے ہی شروع کر دی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ امریکی خاندان اس کی زد میں آ چکا ہے۔ خاندانی زندگی درہم برہم ہو رہی ہے۔ امریکی پادریوں نے صدر کلنٹن کے نام ایک احتجاجی خط لکھا ہے جس میں منع حمل' اسقاط حمل اور بانجھ کر دینے کی پالیسی پر سخت نکتہ چینی کی ہے۔ جیمس ڈوسن' اڈوین یونگ وغیرہ مسیحی قائدین کی زیر قیادت کئی فیملی گروپوں نے صدر کے نام اپنے خطوط میں اس بات پر سخت احتجاج کیا ہے کہ امریکہ کی

وزارت خارجہ تیسری دنیا کے ممالک کے داخلی معاملات میں کیوں مداخلت کرتی ہے؟ انھوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ خاندانی نظام کے بارے میں انجیل کی تعلیمات کے فروغ کے لیے ہمیں بہتر طریقے اپنانے اور آزادی سے کام کرنے دیا جائے۔ مقامی اور عالمی سطح پر غریب طبقوں کو بتایا جائے کہ اولاد سے محبت کرنی چاہیے اور بچوں کو باقی رکھنے کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ امریکہ کی یہ مسیحی تنظیمیں جدید ترین ذرائع رسل و رسائل کو بروئے کار لا کر خاندانی منصوبہ بندی کے خلاف کام کر رہی ہیں۔ یہ عوام میں لٹریچر اور کیسٹس تقسیم کرتی ہیں مگر امریکی حکام ان سے درگزر کرتے ہیں۔ کیا مسلم ممالک میں بھی یہ آزادی عمل مہیا ہے؟

ایک طرف یہ مسیحی تنظیمیں مذہب کے نام پر، امریکہ میں برتھ کنٹرول کے خلاف سرگرم کار ہیں مگر ان کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ دوسری طرف اقوام متحدہ مسلم ممالک میں نام نہاد مسلمان علما کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے آلہ کار بنا رہی ہے اور لادینی نظریات کو مذہبی عبارات و اصطلاحات میں لپیٹ کر مسلمانوں کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ آخر، مسلمانوں کو تباہی سے کون بچائے گا؟

[مصنف عرب نژاد امریکی ہیں]

پیغام ڈائجسٹ

بچوں کا بہترین دوست

تفریح کا بھرپور سامان، تربیت کا یقینی ذریعہ

☆مزیدار کہانیاں ☆ دلچسپ نظمیں ☆ معلوماتی مضامین
☆سائنس رنگ ☆ حیرت کدہ ☆ روشن ستارے
اور سوال و جواب کا مقبول عام سلسلہ تایا الٹی میٹم
اس کے علاوہ وہ سب کچھ جو آپ پڑھنا چاہتے ہیں

قیمت فی شمارہ: 12 روپے   سالانہ ممبرشپ: 120 روپے

دفتر پیغام ڈائجسٹ 5-اے ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور فون: 7585590-7587916